پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جنوری تا جون 2015 — جلد نمبر 5 شمارہ نمبر 1

اشرافیہ اور سامراج کا گٹھ جوڑ

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا سالانہ اجلاس 2008 سے باقائدگی سے ہر سال منعقد ہوتا ہے جس میں ملک بھر سے کسانوں کی بڑی تعداد شریک ہوتی ہے تاکہ کسان اپنے معاشی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کو سمجھیں اور انہیں کو حل کرنے کے لیے تدبیریں تلاش کرسکیں۔ یہ سالانہ اجلاس مختلف اقوام اور مذاہب میں ہم آہنگی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ یکجہتی اور اتحاد کا یہ مظاہرہ شرکاء میں نئی امید اور ولولہ پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ 2014 کے سالانہ اجلاس کی اہم بات نوجوانوں کی اجلاس میں بڑی تعداد میں شرکت تھی۔ اجلاس میں کامریڈ سوبھوگیان چندانی کو پی کے ایم ٹی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ گوکہ آج سوبھوگیان چندانی ہم میں نہیں مگر ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

سالانہ اجلاس کی طرح صوبائی اجلاس کے انعقاد کا مقصد بھی صوبے کے مختلف اضلاع کے ممبران کے درمیان روابط میں استحکام لانا ہے۔ رواں سال ستمبر میں پائیدار ترقی پر جاری مشاورت کا اختتام ہورہا ہے جس کے پیش نظر صوبائی اجلاسوں کا موضوع بھی ”پائیدار زراعات پائیدار ترقی کی ضمانت“ منتخب کیا گیا۔ اس حوالے سے بڑے پیمانے پر آگہی پھیلائی جاسکے۔ ان اجلاسوں میں واضح طور پر اعلان کیا گیا کہ کسان آبادیوں کے تمام پیداواری وسائل مثلاً زمین اور پانی پر مکمل اختیار کے بغیر پائیدار ترقی کا خواب پورا نہیں ہوسکتا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مشاورت کے عمل میں بشمول کسان عورتیں، تمام پسماندہ گروہوں کی بامعنی شمولیت کو یقینی بنایا جائے گا۔ اقوام متحدہ اس عمل میں رسمی شمولیت کے بجائے حقیقی شمولیت کے لیے اسباب مہیا کرے ورنہ پائیدار ترقی اور 2015 کے بعد کا مشاورتی عمل بے معنی سمجھا جائے گا۔

8 مارچ کو عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر پی کے ایم ٹی کے ممبران نے واضح کیا کہ عورتوں کی آواز سنے بغیر، فیصلہ سازی میں ان کے کردار کے بغیر عورتوں کے لیے پائیدار ترقی ممکن نہیں اور اپنے حق کے لیے لڑنے والی عورت ہی پائیدار ترقی کی ضامن ہے۔

پی کے ایم ٹی نے سیڈ ایکٹ 2014 کے خلاف پاکستان بھر میں دیہاتوں میں جاکر مجوزہ قانون سازی سے کسانوں پر پڑنے والے منفی اثرات پر آگہی مہم چلائی جس کے نتیجے میں ملک بھر کے کسانوں نے اس کالے قانون کے خلاف بھرپور جدوجہد کا آغاز کیا۔ پریس کانفرنس سے لے کر سڑکوں پر احتجاج، اراکین پارلیمنٹ سے ملاقاتیں اور خطوط کے ذریعہ ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کی کوشش کی گئی کہ ان کا فرض ہے کہ وہ کسانوں کے معاش کو مستحکم کریں اور کسان وعوام کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے قانون سازی کریں نہ کہ بین الاقوامی کمپنیوں کے آلہ کار بن جائیں۔ ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد کو بھی اس حوالے سے متوجہ کیا گیا مگر لگتا ہے کہ حکمران ٹولہ کسانوں کا سودا کرنے پر تلا ہوا ہے۔ سرمایہ داروں کے مفادات کا تحفظ کرنے والی حکومت نے کرپشن، ٹیکسوں میں اضافے اور مراعات واپس لے کر مزدور کسانوں کے لیے خوراک کا حصول مشکل بنا دیا ہے۔ سال بھر کھیتوں میں چاول، گندم اگانے والے چھوٹے کسان مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور منڈی میں پیداوار کی گرتی قیمتوں سے سخت متاثر ہورہے ہیں۔ فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدور انتہائی سخت حالات میں خون پسینہ بہا کر بھی اپنے خاندان کی غذائی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔ پاکستان کسان مزدور تحریک استحصال کے شکار ان طبقات کے لیے جدوجہد جاری رکھنے کے لیے پرعزم ہے۔

فہرست مضامین:

- پی کے ایم ٹی کا ساتواں اجلاس 2014
- پی کے ایم ٹی سندھ کا تیسرا صوبائی اجلاس
- پی کے ایم ٹی پنجاب کا تیسرا صوبائی اجلاس
- عورتوں کا عالمی دن 8 مارچ، 2015
- سیڈ ایکٹ: پی کے ایم ٹی کی عملی جدوجہد
- کسانوں کا معلوماتی دورہ ملتان
- غنی گلاس فیکٹری کا واقع
- ژالہ باری سے کاشتکاروں کی تباہی
- چاول کی قیمت میں کمی: کسان بدحال
- بے زمینوں کا عالمی دن
- عالمی مشن برائے زمینی قبضہ (فلپائن)

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے شائع کیا۔

سیکریٹریٹ: اے-1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: +92 21 34813321 فیکس: +92 21 34813320 بلاگ: rootsforequity.noblogs.org

پی کے ایم ٹی کا ساتواں سالانہ اجلاس، 2014

تحریر: ثناء شریف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا ساتواں سالانہ اجلاس 8-7 دسمبر، 2014 کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں بڑی تعداد میں چھوٹے بے زمین کسانوں اور مزدوروں نے شرکت کی۔ میزبانی کے فرائض پی کے ایم ٹی پنجاب کے رابطہ کار ظہور جوئیہ اور سیکریٹری پی کے ایم ٹی ولی حیدر نے ادا کیے۔ کانفرنس کا آغاز ضلع خیر پور کے تیار کردہ ''لوک تماشے'' سے کیا گیا، جس میں ہائیبرڈ بیج کی تباہ کاریوں، جاگیرداروں کے مظالم اور زمینوں پر قبضے کی وجہ سے کسانوں کے ابتر حالات خصوصاً ہائیبرڈ بیج کی کاشت کی وجہ سے پیداواری لاگت میں اضافے سے کسانوں پر پڑنے والے معاشی بوجھ کی عکاسی کی گئی۔

پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار راجہ مجیب اور ممبر علی اکبر نے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ آج دنیا بھر میں سرمایہ دارانہ نظام میں عدم مساوات کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں لیکن ہم لوگ صرف دائروں کی شکل میں گھوم رہے ہیں۔ اس طرح ہم بڑھتے تو ہیں پر فاصلے نہیں گھٹتے۔ ہماری تکلیفیں بڑھتی رہتی ہیں پر راستہ نہیں کٹتا۔ صدیوں سے عالمی سامراج، سرمایہ دار اور جاگیردار ہمارا قتل کرتے آئے ہیں۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ختم ہورہے ہیں لیکن ہماری مثال بیج کی طرح ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جائے گا۔ ہماری تاریخ ایسی لڑائیوں سے بھری پڑی ہے جو ہم نے کامیابی سے لڑی ہیں۔

''بیج کی خود مختاری سے آگے کے مراحل: بیج کا انقلاب کسان کے ہاتھ'' کے عنوان پر ولیڈی ریورا نے خصوصی خطاب لکھ کر بھیجا تھا جسے سالانہ اجلاس میں حاضرین کو پڑھ کر سنایا گیا۔ ولیڈی ایک عوام دوست اور کسان دوست فلپائنی محقق اور دانشور ہیں ان کا کہنا تھا کہ غذائی اور موسمی بحران کی وجہ عالمی غذائی نظام ہے جو ناانصافی پر قائم ہے۔ دنیا کے 20 فیصد امیر ترین دنیا کے 86 فیصد وسائل استعمال کرتے ہیں اور 20 فیصد غریب ترین لوگوں کے پاس صرف 1.3 فیصد وسائل ہیں۔ ذرائع پیداوار تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں بھوک اور غذائی کمی ایک ساتھ موجود ہے۔ گزشتہ سال جولائی میں مونسانٹو، پائینیر اور سنجنٹا نے پاکستانی محکمہ قومی غذائی تحفظ و تحقیق سے رابطہ کرکے جینیاتی مکئی اور جینیاتی کپاس کے اجراء کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ کمپنیاں غیر قانونی طور پر پاکستانی محکمہ تحفظ ماحولیات (انوائرمنٹل پروٹیکشن ایجنسی) سے ماحولیاتی اثرات کے جائزے کے لیے رابطہ کررہی ہیں۔ بیج اور حیاتیاتی تنوع طاقت کی علامت ہے جسے محفوظ رکھنے اور بونے کا اختیار ہی زراعت اور غذائی نظام کی بنیاد ہے۔ یہ خود مختاری سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اسی لیے بیج کا کام سیاسی کام ہے۔ آپ کے بیج کا ذخیرہ صرف بیج کا مجموعہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ کا مزاحمتی ہتھیار ہونا چاہئے۔ بیج کو اچھی اقسام کے گندم اور زیادہ پیداوار سے نہ جوڑیں آپ کا بیج ان سب سے زیادہ اہم ہے۔ آپ کو بیج کی جنگ پاکستان میں جاری رکھنی ہوگی تو ہی یہ مزاحمت کا چھوٹا سا ذریعہ بڑھے گا، پھیلے گا اور استحصالی زرعی نظام ٹھیک کرنے کی بنیاد بنے گا جو اشرافیہ اور کمپنیوں کو فائدہ دیتا ہے اور کسانوں کو مسلسل غربت کے شیطانی چکر میں پھنسا کر رکھتا ہے۔

ڈبلیو ٹی او اور ٹرپس میں چھپی سیاست کا احوال اور اس کے اثرات پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ڈبلیو ٹی او اور اس کے ٹولے کی سیاست کو سمجھیں، اگر ایسا نہیں ہوگا تو ہم بکھر جائیں گے۔ ڈبلیو ٹی او پھر سے ظلم تو پیدا کرسکتا ہے لیکن لاکھوں کسانوں کو نہیں خرید سکتا۔ ٹرپس (ذہنی ملکیت کے معاہدے) کے تحت اب کسان بیج کا مالک نہیں ہے وہ صرف فصل اگا سکتا ہے بیج بازار سے خرید سکتا ہے لیکن بیج کو بیج کی طرح پیدا نہیں کرسکتا اگر کسان کے پاس اس بیج کے متعلق سائنسی تحقیق نہیں ہے مثلاً بیج کے وزن، دن اور زمین پر کاشت کا تناسب اور مہینے پر فصل کی جانچ کہ پودا کتنا بڑھا اور فصل کٹنے تک ٹہنیوں میں بیجوں کی تعداد کا علم ہونا وغیرہ۔ اگر وہ یہ سب نہیں جانتا تو وہ بیج کا کاروبار نہیں کرسکتا۔ اگر کسان پڑھا لکھا نہیں ہے تو اس کی قصور وار ہماری حکومت ہے نہ کہ ہمارا کسان۔ ملک میں وڈیرہ شاہی نے اسکولوں میں اصطبل کھول رکھے ہیں جو سرکاری اسکولوں کو چلنے نہیں دیتے۔ ان حالات میں ہمارے کسان لکھنے پڑھنے کا کام کیسے کرسکتے ہیں؟ ہمارا کسان بیج اگانا جانتا ہے اسی لیے جب دنیا بھر کے کسانوں کو ٹرپس کا معاہدہ سمجھ آیا تو ساری دنیا کے کسان اس کی مخالفت میں کھڑے ہوگئے۔

ذہنی ملکیت کے معاہدے کے تناظر میں موجودہ صورتحال کے حوالے سے خیبر پختون خواہ کے صوبائی رابطہ کار طارق محمود کا کہنا تھا کہ ڈبلیو ٹی او کا قیام 1995 میں عمل میں لایا گیا جس کے بعد ڈبلیو ٹی او میں موجود ٹرپس معاہدہ یعنی ذہنی ملکیت کے معاہدوں کے تحت کئی جینیاتی بیج، جینیاتی فصلیں جینیاتی خوراک اور جینیاتی مصنوعات منڈیوں میں عام کی گئیں۔ جینیاتی بیج کے پھیلاؤ کے حوالے سے دنیا کی بڑی بائیوٹیکنالوجی کمپنیوں میں مونسانٹو، ڈوپونٹ، سنجنٹا اور بائیر شامل ہیں اور سب سے زیادہ اگائی جانے والی جینیاتی فصلوں میں سویابین، مکئی، کپاس اور کنولا شامل ہیں۔ دنیا کے 64 ممالک میں جینیاتی غذا کے حوالے سے قوانین موجود ہیں جن میں جنوبی امریکہ کے پانچ ممالک، افریقہ کے سات، ایشیاء کے 12 اور یورپ کے 35 ممالک سمیت آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ بھی شامل ہیں۔ ان ممالک میں جینیاتی غذا پر تحریری مواد چسپاں کرنا لازم ہے۔ بھارت میں بھی اس حوالے سے قانون موجود ہے جبکہ پاکستان میں اس حوالے سے کوئی قانون نہیں بنایا گیا ہے۔ پاکستان میں بیج کے قانون کے حوالے سے ولی حیدر کا کہنا تھا کہ پاکستان کسان مزدور تحریک پچھلے ایک سال سے کوشش کررہی ہے کہ حکومت کی جانب سے جاری 1976 کے بیج کے قانون میں ترامیم پر پورے پاکستان میں رائے عامہ کو ہموار کیا جائے، خصوصا ان اضلاع میں جہاں پی کے ایم ٹی موجود ہے۔ دیہات کی سطح پر کسانوں کے ساتھ اور ذرائع ابلاغ کے ساتھ بھی رابطے کیے گئے۔ پاکستان میں کسان خصوصا بے زمین کسان اس قانون کے خلاف کیوں ہیں؟ کیونکہ پی کے ایم ٹی کے زیادہ تر کسان جانتے ہیں کہ سبز انقلاب کے نتیجے میں کسان اپنی صدیوں پرانی زراعت سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ اب بیج کے حوالے سے جو قانونی شکل سامنے آئی ہے اس کے تحت کسان اپنے صدیوں پرانے بیج پر سے بھی اختیار کھو دے گا۔

مجوزہ سیڈ ایکٹ 2014 کے حوالے سے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے پی کے ایم ٹی کی طرف سے کی گئی عملی جدوجہد کی تفصیلات پیش کیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اس سیڈ ایکٹ کے خلاف جدوجہد کررہے ہیں۔ آج کا ہمارا سالانہ اجلاس بھی اس عملی جدوجہد کی ایک کڑی ہے۔

- 2009 میں جینیاتی بیجوں اور مونسانٹو کمپنی کے خلاف لاہور میں مظاہرہ۔
- 2009-2013 تک دیہاتوں کی سطح پر بی ٹی کپاس کے خلاف مہم۔
- 15 جنوری 2014 کو خیبر پختون خواہ اسمبلی میں مجوزہ سیڈ ایکٹ پیش کیا گیا جس کے خلاف 24 جنوری، 2014 کو پشاور میں پریس کانفرنس۔
- فروری 2014 میں پنجاب اسمبلی میں بھی مجوزہ سیڈ ایکٹ پیش کیا گیا جس کے خلاف 10 فروری کو پنجاب اسمبلی کے سامنے مظاہرہ۔
- قومی اسمبلی میں مجوزہ سیڈ بل پیش ہونے کے دو دن بعد 11 اگست، 2014 کو اسلام آباد میں پریس کانفرنس۔ اسی حوالے سے 24 نومبر، 2014 کو پشاور پریس کلب میں پریس کانفرنس۔
- 7 دسمبر، 2014 کو لاہور پریس کلب کے سامنے پاکستان کسان مزدور تحریک کی طرف سے بیج کے قانون کے خلاف احتجاجی مظاہرہ۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کے ساتویں سالانہ اجلاس کے دوسرے دن دیسی اور روایتی بیجوں کی نمائش کی گئی جس میں مختلف اقسام کے روایتی بیج رکھے گئے۔ کسانوں کی خواہش پر انہیں بیج کی مٹھی بھر مقدار فراہم کی گئی۔

گذشتہ سالانہ اجلاس 2013 کے موقع پر کسی انسان دوست، عوام دوست اور کسان دوست شخصیت کو پی کے ایم ٹی ایوارڈ دیئے جانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس سال دوسرا پی کے ایم ٹی ایوارڈ معروف کسان مزدور رہنما سوبھو گیان چندانی کو دیا گیا۔ سوبھو گیان چندانی اپنی علالت کے باعث تقریب میں شرکت نہ کرسکے۔ ان کا ایوارڈ شکارپور کے ممبر حاکم گل نے وصول کیا۔

پی کے ایم ٹی کے آئین کے تحت تحریک کے منتخب عہدے داروں کی دو سالہ مدت پوری ہونے پر چناؤ کا عمل دہرایا گیا۔ اس حوالے سے مرکزی کور گروپ میں تفصیلی مشاورت کے بعد ذمہ داریوں پر مامور قومی اور صوبائی رابطہ کاروں کو ان کی حوصلہ افزاء کارکردگی پر مزید دو سال کے لیے منتخب کیا گیا جس کی سالانہ اجلاس کے موقع پر تمام ممبران نے توثیق کی۔ ضلعی رابطہ کاروں کے چناؤ کے لیے ضلع کے

ممبران کے درمیان مشاورتی عمل کے ذریعے نئے ضلعی رابطہ کاروں کا انتخاب کیا گیا۔

مانسہرہ کے ممبر چاچا رشید نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس تحریک میں سر پر کفن باندھ کر کھڑے ہوجائیں اور ہمیشہ اس تحریک کے لیے اپنی خدمات پیش کریں۔

پی کے ایم ٹی سندھ کا تیسرا صوبائی اجلاس

رپورٹ: گوہر امان

''پائیدار ترقی کی ضمانت: پائیدار زراعت'' کے عنوان سے 23 مارچ 2015 کو سکھر میں پی کے ایم ٹی سندھ کا تیسرا صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پی کے ایم ٹی شکارپور کے ممبر حاکم گل اور گھوٹکی سے علی نواز جلبانی نے ادا کیے۔ خیر پور کے ساتھیوں نے روایتی بیج کے فوائد اور کمپنیوں کی اجارہ داری کے حوالے سے ایک خاکہ پیش کیا جس میں دکھایا گیا کہ کس طرح کمپنیوں کے بیج کسانوں کو پیداوار کی لالچ میں مزید محتاجی کے دلدل میں دھکیل دیتے ہیں۔

صوبہ سندھ کے صوبائی رابطہ کار الو بھیل نے تمام ممبران کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ پائیدار زراعت کے لیے پہلے زمین پھر بیج اور پانی بہت اہم ہیں، لیکن سب سے اہم ضرورت زمین پر جاگیرداروں کا قبضہ ہے۔ اس تحریک کے ذریعے ہمیں اپنے زمین کے حق کے لیے لڑنا ہے۔

ڈاکٹر عذرا سعید نے موسمی بحران اور پائیدار زراعت کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ماحول اس زندہ شے کو کہتے ہیں جس میں انسان، جانور اور پودے شامل ہوں۔ زندہ رہنے کے لیے ہم سب کو خوراک، صاف پانی اور سانس کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن کیا ہمیں صاف ہوا، پانی اور خوراک میسر ہے؟ جو نعمتیں ہمیں حاصل تھیں وہ اس وقت بڑے بحران کی شکل میں سامنے آرہی ہیں۔ 2010 میں بہت بڑے پیمانے پر سیلاب، 2012 میں شدید بارشوں سے سیلاب آیا انہی موسمی تبدیلیوں کو موسمی بحران کہا جاتا ہے۔ صنعتی ترقی جو ایسی توانائی کے ذریعہ ہوئی جس سے کاربن ڈائی آکسائیڈ (کالا دھواں) کا حد سے زیادہ اخراج ہوا جس نے دنیا کے درجہ حرارت میں اضافہ کیا۔ جس کے نتیجے میں پہاڑوں سے برف پگھل کر سمندر میں شامل ہورہی ہے جو سیلاب کی وجہ بن رہی ہے جس سے زراعت شدید متاثر ہورہی ہے۔ پی کے ایم ٹی نے ان مسائل کو آگے بڑھ کر حل کرنا ہے اس کے لیے ہمیں لڑنا ہے۔ اس ملک کے پالیسی ساز ادارے کبھی کسانوں کو فیصلہ سازی میں شریک نہیں کرتے۔ سیڈ ایکٹ کے حوالے سے کسانوں سے پوچھا بھی نہیں گیا کہ یہ منظور ہونا چاہئے یا نہیں؟ بیج پر فیصلہ سازی کا حق خوراک اگانے والے کسانوں کا ہے نہ کہ پالیسی بنانے والوں کا۔

اسکے بعد پی کے ایم ٹی سندھ کے تمام ضلعی رابطہ کاروں نے اپنے ضلع کی رپورٹ پیش کی جس میں سال بھر کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ ضلعی رپورٹ کے بعد پی کے ایم ٹی سندھ کے صوبائی رابطہ کار الو بھیل نے صوبائی سطح پر ہونے والی سرگرمیوں کے حوالے سے بتایا کہ ضلع سکھر میں گھوٹکی، شکارپور اور خیر پور اضلاع نے مل کر سیڈ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ کیا جس میں تینوں اضلاع کے ممبران بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ ٹنڈو محمد خان میں عورتوں کا عالمی دن منایا گیا اور حیدرآباد میں 16 مارچ کو بدین اور ٹنڈو محمد خان اضلاع نے مشترکہ طور پر سیڈ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ کیا۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کے رابطہ کار ظہور جوئیہ کا پنجاب میں کسانوں کو زمینی قبضے کے حوالے سے درپیش مسائل کے بارے میں کہنا تھا کہ ملک میں کسانوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کرنے کا عمل تیزی سے جاری ہے جیسا کہ پنجاب میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے ساتھ ہورہا ہے۔ حکومت پنجاب ضلع راجن پور کی تحصیل جام پور میں 1,900 ایکڑ زمین پر 1930 سے آباد کسانوں کو بے دخل کررہی ہے۔ کسانوں نے اس بنجر زمین کو طویل عرصے میں محنت سے قابل کاشت بنایا ہے۔ حکومت کے اس ظالمانہ فیصلے پر کسانوں نے زمین نہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔

رحیم بخش نے جنگلات اور پانی کے مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک کے چاروں صوبوں میں وسیع جنگلات موجود تھے جن کا وقت کے ساتھ ساتھ خاتمہ ہوتا گیا۔ جنگلات ہماری ماحولیاتی بقا کے ضامن تھے جنہیں آہستہ

آہستہ تباہ کردیا گیا۔ دریائے سندھ کو کارخانوں کا آلودہ پانی خراب کررہا ہے۔ میری پی کے ایم ٹی کی جانب سے تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ جنگلات کی بقاء اور پانی کے حصول کے لیے ہر ضلع سے ریلی نکالی جائے تاکہ نہ صرف ہماری زرعی ضروریات پوری ہوں بلکہ ماحولیاتی تحفظ بھی حاصل ہو۔

گنے کے نرخ پر بات کرتے ہوئے علی نواز جلبانی نے کہا کہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ قیمت 182 روپے فی من تھی جبکہ شوگر مل مالکان 150 روپے فی من گنا خرید رہے تھے۔ 17 شوگر ملیں سندھ میں موجود حکمرانوں کی ہی ہیں جو نہیں چاہتے کہ کسانوں کو مقرر کردہ رقیمت ملے۔ زمین پر قبضہ اور اس کے اثرات پر بات کرتے ہوئے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے کہا کہ 1972 میں لینڈ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ملک کے چھ سو جاگیرداروں کے پاس 71 لاکھ ایکڑ زمین ہے جو ہزاروں میل پر پھیلی ہوئی ہیں۔ صرف ہمارے ضلع گھوٹکی کے بڑے جاگیردار کے پاس 90 ہزار ایکڑ زمین ہے۔ پاکستان کا رقبہ 19 کروڑ 66 لاکھ ایکڑ ہے جس میں سے صرف پانچ کروڑ ایکڑ زمین کھیتی باڑی کے لائق ہے۔ سوا کروڑ فوج کے پاس اور باقی جاگیرداروں کے قبضے میں ہے۔

روایتی بیج کے موضوع پر بات کرتے ہوئے نوید احمد نے کہا کہ یہ بیج ہمارے کسانوں کی امانت ہے۔ پی کے ایم ٹی کے اولین مقاصد میں شامل ہے کہ ہم روایتی بیج اگائیں اور اس مجوزہ سیڈ ایکٹ کے خلاف نامنظور کا نعرہ لگائیں۔ خوراک کی خودمختاری ہمارا حق ہے۔ ضروری ہے کہ ہم اپنی خوراک کی خودمختاری پر ڈالے گئے ڈاکے کے خلاف اپنا بیج اگائیں اور اپنے روایتی بیج کے بینک بنائیں اور ان بیجوں کو ملک کے تمام کسانوں میں پھیلائیں۔

پائیدار زراعت اور ترقی میں عورتوں کے کردار پر بات کرتے ہوئے سونی بھیل نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں بیج کی اصل وارث عورتیں ہیں۔ یہ کسان عورتیں دن رات کھیتوں میں بھی کام کرتی ہیں اور گھر کا کام بھی کرتی ہیں۔ ہاری خوشحال ہوگا تو وہ عورتوں کو بھی خوشحال رکھے گا۔ ہمارے یہاں بچوں کو تعلیم سے محروم کردیا گیا۔ گاؤں میں اسکول جاگیرداروں نے بند کرا دیئے اور اب وہ ہم سے زمین بھی خالی کرانا چاہتا ہے۔ جس زمین پر ہم محنت کرتے ہیں اس پر حق صرف ہاری مزدور عورت کا ہے۔

اجلاس کے اختتام پر رحیم بخش نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کا تیسرا صوبائی اجلاس

رپورٹ: فائزہ شاہد

''پائیدار ترقی کی ضمانت: پائیدار زراعت'' کے موضوع پر پی کے ایم ٹی پنجاب کا تیسرا صوبائی اجلاس 5 اپریل، 2015 کو ساہیوال میں ہوا۔ صوبائی رابطہ کار پنجاب ظہور جوئیہ نے اجلاس کے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ پی کے ایم ٹی پچھلے چند سالوں سے کسانوں کے حقوق کے لیے لڑرہی ہے۔ پاکستان کے کسانوں کو اکھٹا ہونے کی ضرورت ہے جیسے مشرف کے دور میں وکیل اکٹھا ہوئے تھے باہر نکلے، نعرے لگائے۔ ہم چھوٹے اور بے زمین کسان کے لیے اس لیے کام کرتے ہیں کہ ان کی نمائندگی کہیں اور نظر نہیں آتی۔ ہماری اسمبلیوں میں بھی وڈیرا قابض ہے۔ ان لوگوں کے خلاف ہمیں ایک ہونے کی ضرورت ہے۔ اسی لیے پی کے ایم ٹی کے ساتھی گاؤں گاؤں جاتے ہیں اور اس بات کا اہتمام اور کوشش کرتے ہیں کہ کسان آپس میں مل بیٹھیں۔

ضلع ساہیوال کے رابطہ کار محمد اسلم نے کہا کہ میں آپ سب کو ساہیوال آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جہاں جہاں زمینی قبضے کا مسئلہ ہے ہم کسانوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے ان کے ساتھ آواز اٹھائیں گے۔

راجن پور سے آئے ہوئے مہمان نظر حسین نے بتایا کہ راجن پور میں تقریباً 2,000 ایکڑ زمین جس پر پہلے ریت کے ٹیلے تھے کسانوں نے محنت کر کے قابل کاشت بنائی لیکن اب حکومت کہہ رہی ہے کہ زمین خالی کرو، ہم کہاں جائیں؟ ہمارے بچے پریشان ہیں، حکومت نے پولیس بھیجی، بلڈوزر بھیجے بالآخر ہم نے مجبور ہوکر کہا کہ ہمیں دو مہینے کی مہلت دو۔

راجن پور کے ہی چاچا کبیر نے کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد یہاں کے

رہنے والے ہیں۔ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے بھی ہماری زمین سے بے دخلی پر آواز نہیں اٹھائی۔ پی کے ایم ٹی کا شکریہ کہ اس نے ہمارے لیے آواز اٹھائی ہے۔

اس کے بعد ضلعی رابطہ کاروں نے ضلعی رپورٹ اور ظہور جوئیہ نے صوبائی رپورٹ پیش کی۔

سیکرٹری پی کے ایم ٹی ولی حیدر نے کہا کہ موسمی تبدیلی سے کچے کے علاقے کے رہنے والوں کی زندگی مشکل ہو رہی ہے۔ کارخانوں کا دھواں (کاربن ڈائی آکسائیڈ)، اسپرے اور کھاد ان سب کے استعمال کے نتیجے میں گرمی بڑھ رہی ہے جس سے موسم تبدیل ہو رہا ہے۔ سندھ میں بارش کا موسم نہیں تھا لیکن بارش کی وجہ سے گندم کی فصل تباہ ہو گئی۔ ملتان میں اچانک کئی دیہات ڈوب گئے۔ سیلاب جولائی یا اگست میں آتا ہے، ابھی جولائی اگست دور ہے پھر یہ کیا ہوا؟ یہی سب موسمی تبدیلی ہے موسمی بحران ہے۔

پہلے بیل سے ہل چلائے جاتے تھے اب ڈیزل سے چلنے والے ٹریکٹر چلتے ہیں۔ کھاد بنتی ہیں جس سے کارخانوں سے دھواں نکلتا ہے جو ماحول کو تباہ کر رہا ہے۔ یہ فیکٹری کارخانے بھی سب امیروں کے ہی ہیں جن کی وجہ سے ہم سب کیمیکل والا کھانا استعمال کرتے ہیں۔ آلودہ ماحول کا شکار ہم ہوتے ہیں اور منافع سرمایہ دار کماتے ہیں۔ کسان فصل بیچنے جاتا ہے تو اس کا خرچہ تک پورا نہیں ہوتا جبکہ جاگیردار اور سرمایہ دار کا منافع بڑھتا جا رہا ہے اور وہ زندگی کی تمام سہولیات استعمال کرتے ہیں۔ جہانگیر ترین جیسے سرمایہ دار کے پاس اپنا جہاز ہے، کارخانے ہیں، آم کے باغات ہیں لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو سائیکل بھی خرید سکتے ہیں؟

ہمارے ملک میں گندم اور سبزی اگتی ہے لیکن ہم بھوکے ہیں کیونکہ کچھ لوگوں نے اپنے اختیار میں سب کچھ کیا ہوا ہے۔ 2 فیصد جاگیردار اور سرمایہ دار سارے وسائل پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں۔ اس عدم مساوات کا خاتمہ ضروری ہے۔

روٹس فار ایکوٹی کی فائزہ شاہد نے اپنی جذباتی تقریر سے حاضرین میں جوش و جذبہ پیدا کر دیا۔ انہوں نے کہا ان کا علم جو کچھ بھی ہے انہوں نے کسان عورتوں سے سیکھا ہے وہ ان کی ہی نمائندگی کر رہی ہیں۔ عورتوں کو کھیت میں کام کرنے کی بہت کم اجرت دی جاتی ہے جو 120 سے 150 روپے یومیہ ہے۔ مزدور عورتوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ بچوں کو ساتھ نہ لائیں اس طرح کام میں حرج ہوتا ہے اس لیے کئی عورتیں شیر خوار بچے گھر چھوڑ کر آتی ہیں اور صبح 8 بجے سے دوپہر 2 بجے تک کام کرتی ہیں۔ جہاں ہمیں بیج، زمین، پانی کے بارے میں آواز اٹھانے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کے حقوق کے لیے بھی آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔ جاگیردار، سرمایہ دار ہمیں ایک طرف سے نہیں بلکہ چاروں طرف سے گھیر رہے ہیں۔ اگر عورتیں متحد ہو جائیں کہ ہم کام نہیں کریں گے تو ان کی فصلیں کون کاٹے گا۔ نقد آور فصل اسٹرابری کی گوڈی کون کرے گا، کون سی ایسی مشین ہے جو گوڈی کر دے۔ یہ جاگیردار ہمارے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے کہا کہ پانی کے بغیر نہ انسان زندہ رہ سکتا نہ ہی زمین آباد ہو سکتی ہے۔ اسی لیے انسانی آبادی میٹھے پانی کے پاس آباد ہوتی ہے۔ اس وقت ملک میں 154 ملین ایکڑ فٹ پانی موجود ہے مگر زمین تک 104 ملین ایکڑ فٹ ہی پہنچتا ہے کیونکہ باقی پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ 2025 تک پانی کی ضرورت 135 ملین ایکڑ فٹ ہو جائے گی تو شدید پانی کی قلت ہو جائے گی۔ ہمیں پائیدار زراعت کے تحت ایسی فصلوں کو فروغ دینا ہے جس میں پانی کم درکار ہو نہ کہ ہائیبرڈ بیج کو جس میں پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ موسمی بحران صنعتی انقلاب کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ اگر ہم نے کچھ نہیں کیا تو ہم اس سے زیادہ مصیبت میں پھنس جائیں گے پھر ان سب سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

اس کے بعد ضلع ملتان کے گاؤں موراں والی کے ساتھیوں نے بہت ہی خوبصورت عارفانہ کلام پیش کیا جس سے حاضرین لطف اندوز ہوئے۔ آخر میں ضلعی رابطہ کار ساہیوال محمد اسلم نے اجلاس کے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اجلاس کا اختتام ان الفاظ سے کیا کہ ”زندگی عمل سے بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی“۔

عورتوں کا عالمی دن 8 مارچ، 2015

رپورٹ: رابعہ وسیم

پاکستان کسان مزدور تحریک کی جانب سے ضلع ٹنڈو محمد خان کے گاؤں سائیں بخش لاشاری میں عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا جس کا موضوع ”پائیدار ترقی اور عورت“ رکھا گیا۔ جلسے میں روٹس فار ایکوٹی کی ڈاکٹر عذرا

طلعت سعید، ثنا شریف اور رابعہ وسیم سمیت پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار راجہ مجیب اور صوبائی رابطہ کار الو بھیل نے بھی شرکت کی۔ منعقد کیے گئے جلسہ میں ضلع ٹنڈو محمد خان کے سات گاؤں سمیت ضلع گھوٹکی، شکارپور اور سکھر سے مزدور کسان عورتوں نے شرکت کی۔

ثناء شریف نے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ یہ دن عورتوں کے حقوق کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اس جدوجہد کی ابتداء اس وقت ہوئی جب 1908 میں نیو یارک میں مزدور عورتوں نے کام کی اجرت اور اوقات کار کے خلاف آواز بلند کی جس کے بعد یہ سلسلہ بڑھتا گیا اور عورتوں کے حقوق کے لیے آواز بلند ہوتی گئی۔ عوامی سطح پر اور کانفرنسوں میں عورتوں کے مسائل کو نہ صرف سمجھا گیا بلکہ ان پر بات بھی کی جانے لگی۔ عورتوں کی طویل جدوجہد کے نتیجے میں 1977 میں اقوام متحدہ نے 8 مارچ کو عورتوں کے عالمی دن کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔

پی کے ایم ٹی سندھ کے صوبائی رابطہ کار الو بھیل نے کہا کہ میں ان تمام عورتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو عورتوں سے اتحاد اور یکجہتی کے طور پر اس پروگرام میں شریک ہوئی ہیں۔ آج کوشش کرنی چاہئے کہ آپس میں مل کر عورتوں کے حقوق اور مسائل کو سمجھیں۔ وڈیرہ شاہی اور گھروں میں ہونے والے مظالم کے خلاف جدوجہد کر کے ہی اپنا حق لیا جا سکتا ہے۔

عورتوں کے عالمی دن کے حوالے سے گوٹھ سائیں بخش لاشاری کی عورتوں کی طرف سے تیار کردہ ڈرامہ پیش کیا گیا جس میں طبقاتی فرق اور عورتوں کے استحصال کی مختلف شکلیں دکھائی گئیں۔

”پائیدار ترقی اور عورت“ کے حوالے سے ڈاکٹر عذرا سعید کا کہنا تھا میری نظر میں ”ترقی“ عورتوں کا اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا ہے۔ آج ہمارے دیہات کی عورتیں اور بچیاں اپنا حق جانتی ہیں؟ اپنے حق کو جان کر اس کا اظہار کرنا اور پھر دوسروں کو بھی احساس دلانا ترقی ہے۔ اصل ترقی عورتوں کی یکجہتی، ان کے بولنے اور فیصلہ سازی کے حق میں ہے۔ عورتوں کو اگر فیصلہ کرنا نہیں آئے گا تو وہ ہمیشہ مرد کے تابع رہیں گی۔ ضروری امر یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلائی جائے جس سے ان میں اپنے لیے فیصلے کرنے کی ہمت آئے گی۔ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کے لیے بچیوں کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔ اگر آج ہم نے اس کام کو نہیں پھیلایا تو کل کو ان بچیوں کو بھی وہی کچھ برداشت کرنا پڑے گا جو ہم نے برداشت کیا ہے۔ میرے لیے ترقی یہی ہے کہ مجھ میں اتنی ہمت ہو کہ میں اپنے حق کے لیے بات کر سکوں اور لڑ سکوں اس کے بغیر ہم آگے نہیں جا سکتے۔

پی کے ایم ٹی کی ممبر سونی بھیل نے پائیدار زراعت میں دیہی مزدور عورت کے کردار کے حوالے سے کہا کہ گاؤں کی عورتیں سارا دن کھیتوں میں مزدوری اور جانوروں کی گھاس کاٹنے میں مصروف رہتی ہیں۔ بہت سی عورتیں اپنی روزی اور بچوں کی دیکھ بھال کی وجہ سے مسائل کا شکار رہتی ہیں جبکہ اکثر مرد گھر میں بھی عورتوں پر حکم چلاتے ہیں اور فارغ وقت ہوٹلوں پر گھومنے پھرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ کھیتوں میں مشینوں کے استعمال سے ہاری اور مزدور مزید مجبور ہو گئے کیونکہ ان کو اجرت اتنی کم ملتی ہے جس سے ان کے بچوں کو پیٹ بھر کھانا بھی نہیں ملتا۔ اس مزدوری میں مرد اور عورتوں سمیت چھوٹے بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک ظلم ہم پر وڈیرہ کرتا ہے اور ایک ظلم ان کمپنیوں کے بیجوں اور کھادوں کا ہے جس سے کسان کو اس کی محنت بھی نہیں ملتی۔

ثناء شریف نے جاگیرداری نظام کے عورتوں پر اثرات بتاتے ہوئے کہا کہ جب انگریزوں نے ہمارے وسائل پر قبضہ کرنے کی منصوبہ بندی کی تو انہیں اس وقت ایسے افراد اور غلاموں کی ضرورت تھی جو ان کے اس قبضے میں ان کا ساتھ دیں۔ جن افراد نے ان کا ساتھ دیا انگریزوں نے انہیں بڑے پیمانے پر زمینیں دیں۔ جب انگریز بھارت سے واپس گئے تو ان کی دی گئی زمینوں کے نتیجے میں بڑے بڑے جاگیردار وجود میں آئے۔

کسان مزدور عورت 18 گھنٹے کام کرتی ہے لیکن جب فصل اترتی ہے تو اس کا مالک بھی مرد ہی ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہمیں چھوٹے کسانوں کی تحریک کی صورت میں منظم ہو کر اپنی آواز بلند کر کے اس نظام کو رد کرنا ہے۔ ہمیں ہمارا زمین کا حق لینا ہے۔ تمام کسانوں کے پاس زمین ہوگی تو گھرانہ بھی خوشحال ہوگا عورتیں

بھی خوشحال ہوں گی۔ ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس تحریک کے سائے تلے جاگیرداری نظام کے خلاف کھڑے ہوں۔

اقلیتی برادری سے وابستہ دیہی مزدور عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی ممبر سینت کا کہنا تھا کہ کھیتوں میں زیادہ تر ہندو عورتیں کام کرتی ہیں جبکہ مسلمان گھرانے کی عورتیں کھیتوں میں کم کام کرتی ہیں۔ اس ملک میں نہ مرد اور عورت برابر ہیں نہ ہی ہندو مسلمان۔ دونوں مل کر محنت کرتے ہیں پھر بھی ہمیں وہ حقوق حاصل نہیں جو مسلمانوں کو ملے ہوئے ہیں۔ مسلمان ہاریوں کے کھیتوں میں بھی فصلوں کی مزدوری کرنے والی عورتیں ہندو ہی ہوتی ہیں۔ ہمیں نہ تو تعلیم کے مواقع حاصل ہیں نہ بچوں کو دیگر ضروریات زندگی میسر ہیں۔ ہندو بھی اس ملک کے شہری اور محنت کش ہیں انہیں بھی زمین کا حق چاہیے تا کہ ہماری محتاجی ختم ہو۔ اپنا اگائیں گے اور اپنا کھائیں گے تو ہی وڈیروں کی غلامی سے آزاد ہوں گے۔

پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار راجہ مجیب نے کسان تحریکوں میں عورت کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہماری تحریک کا اہم مطالبہ ہے کہ ہاری خود مختار ہو اور ایسی خوراک پیدا کرے جو انسان اور ماحول کے لیے محفوظ، بہتر اور پائیدار ہو۔ یہ تبھی ممکن ہو گا جب ہاری پاس اپنی زمین ہوگی جو ابھی جاگیردار کے قبضے میں ہے۔ ہمیں زمین کی تقسیم مساوات اور انصاف کی بنیاد پر چاہیے۔ سندھ کے صوفی شاعر شاہ عنایت کا مشہور نعرہ ہے کہ ''جو کھیڑے سو کھائے'' اسی نعرہ پر پاکستان کسان مزدور تحریک کھڑی ہے۔ جلسہ کے دوران مختلف اضلاع سے آئی ہوئی کسان عورتوں نے لوک گیت پیش کیے۔

رابعہ وسیم کا پدر شاہی اور عورت کے حوالے سے کہنا تھا کہ پدر شاہی عورتوں پر مرد کی حکمرانی اور استحصال کا دوسرا نام ہے۔ اس استحصال کی تین شکلیں ہیں معاشی، سیاسی اور سماجی۔ ہمیں پدر شاہی نظام تین بنیادی دائرہ کار میں نظر آتا ہے۔ خاندان، برادری اور ریاست۔ خاندان بھر کی عزت و ناموس کا بوجھ اس نازک لڑکی کے کندھوں پر ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے تمام خواب چھین لیے جاتے ہیں۔ ذات اور برادری کی چکی میں کسی مرد کو آج تک پستے نہیں دیکھا گیا مگر ایک عورت ہر بار چند بے جان اصولوں پر قربان کردی جاتی ہے۔ اس نظام کے علاوہ جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کا ملاپ بھی عورتوں کے استحصال کی وجہ بنتا ہے۔ سرمایہ داری نظام عورتوں کے حقوق کی نشاندہی تو کرتا ہے پر درحقیقت عورت کو مرد سے کمزور گردانتے ہوئے برابری کی بنیاد پر روزگار کے مواقع نہیں دیتا۔ انشاء اللہ آنے والا وقت دنیا بھر کی عورتوں کے لیے بہت سی خوشیاں اور بہاریں لے کر آئے گا۔

پی کے ایم ٹی ٹنڈو محمد خان کی ضلعی رابطہ کار جمنی نے تمام عورتوں کا شکریہ ادا کیا اور ایک لوک گیت کے ساتھ جلسے کا اختتام ہوا۔

سیڈ ایکٹ: پی کے ایم ٹی کی عملی جدوجہد

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

بیج دنیا کی غذائی ضرورت اور فصلوں کی پیداوار کے لیے ایک اہم جز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود کسانوں کے خلاف ایک سازش کے تحت 1976 کے بیج کے قانون میں رد و بدل کے لیے مجوزہ سیڈ ایکٹ 2014 یعنی بیج کے حوالے سے قانون سازی کا مسودہ ایوان میں پیش کیا گیا۔

پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کی حکومت نے سب سے پہلے 15 جنوری 2014 کو خیبر پختون خواہ اسمبلی میں بیج کا قانون پیش کیا۔ اس کے بعد پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا۔ اٹھارویں ترمیم کے تحت زراعت کے شعبہ کو صوبوں کو منتقل کیا گیا لیکن بقول مرکزی حکومت چاروں صوبوں نے

متفقہ طور پر قرارداد منظور کر کے مرکز کو بیج پر قانونی سازی کی اجازت دے دی جس کے نتیجے میں مجوزہ ترمیمی سیڈ بل 8 اگست، 2014 کو وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن نے قومی اسمبلی میں پیش کیا۔ بل کے تحت صرف رجسٹرڈ (یعنی تصدیق شدہ کمپنیاں اور ڈیلر ہی بیج کا کاروبار کرسکتی ہیں۔ وفاقی وزیر کے مطابق 1976 کے بیج کے قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے کیونکہ موجودہ قوانین جدید بیج کی ضروریات کے لیے کافی نہیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) نے اس ایکٹ کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے پورے ملک میں پریس کانفرنس، احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کے ذریعے مختلف سطح پر چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے لیے آواز بلند کی تا کہ ایوانوں میں بیٹھے ہوئے حکمران تک آواز پہنچ سکے۔ جس ملک میں لاکھوں افراد خوراک کی کمی اور بے روزگاری جیسے شدید معاشی اور سماجی مسائل کا شکار ہیں اس کا حل یہ نہیں کہ چند غیر ملکی زرعی کیمیائی کمپنیوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک نے اس حوالے سے پشاور پریس کلب میں 24 فروری، 2014 کو پریس کانفرنس کی اور 8 اپریل، 2014 کو پنجاب اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کیا۔ پی کے ایم ٹی کے کور گروپ کے فیصلے کے مطابق پاکستان کے تین صوبوں پنجاب، سندھ اور خیبر پختون خواہ کے مختلف اضلاع میں سیڈ ایکٹ کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور حکومت پاکستان کو باور کرایا گیا کہ بیج کا حق کسانوں کا ہے نہ کہ غیر ملکی کمپنیوں کا۔ قومی اسمبلی میں بل پیش ہونے کے خلاف 11 اگست، 2014 کو نیشنل پریس کلب، اسلام آباد میں پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار راجا مجیب، خیبر پختون خواہ رابطہ کار طارق محمود اور سیکریٹری ولی حیدر نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ حکومت چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے ان کے لیے روزگار کا حصول مشکل بنا رہی ہے۔ کسانوں کو جبراً کمپنیوں کے بیج خریدنے پر مجبور نہ کیا جائے اور نہ انہیں غیر ملکی کمپنیوں کا غلام بنایا جائے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک نے اپنے ساتویں سالانہ اجلاس کا عنوان بھی ''سیڈ ایکٹ نا منظور'' رکھا اور اجلاس کے پہلے دن 14 اضلاع سے آئے ہوئے ممبران نے لاہور پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا۔ پی کے ایم ٹی نے مجوزہ سیڈ ایکٹ 2014 کو سامراجی حکمت عملی قرار دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ سامراجی کمپنیوں کے منافع اور مفادات کی پہرے داری کے بجائے چھوٹے کسانوں کے حقوق کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کرے کیونکہ ہم اپنی معیشت کو صرف خود مختاری کی بنیاد پر مضبوط کر سکتے ہیں۔ اگر ہمیں اپنی عوام کے لیے خوراک کی پیداوار بڑھانی ہے معیشت کو مستحکم کرنا ہے اور پاکستانیوں کے لیے بہتر روزگار مہیا کرنا ہے تو سب سے پہلے زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم لازمی ہے۔ اس کے علاوہ پائیدار زراعت کے تحت بیج کی خود مختاری کے اصولوں کو اپناتے ہوئے دیسی اور روایتی بیج کا فروغ ہی بہترین حکمت عملی ہے۔

قومی اسمبلی نے بیج کا یہ ترمیمی بل 16 مارچ، 2015 کو منظور کیا 10 جون کو سینٹ کی قائمہ کمیٹی نے بھی اسے منظور کر دیا ہے اور اب یہ بل سینٹ سے منظوری کا منتظر ہے۔

سیڈ ایکٹ 2014 کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں پر نقصانات اور اثرات کو حکمرانوں تک پہنچانے کے لیے پاکستان کسان مزدور تحریک نے مختلف اضلاع میں مظاہرے کا فیصلہ کیا۔ پی کے ایم ٹی کے تیسرے صوبائی اجلاس کا عنوان بھی پائیدار ترقی کی ضمانت: پائیدار زراعت ''بیج کا ترمیمی ایکٹ 2014 نامنظور'' رکھا گیا۔ یہ مظاہرے ملک کے مختلف اضلاع میں ہو چکے ہیں جن میں صوبہ خیبر پختون خواہ کے ضلع مانسہرہ، ہری پور اور لوئر دیر، صوبہ پنجاب میں ساہیوال، لاہور، صوبہ سندھ میں سکھر، گھوٹکی اور حیدر آباد شامل ہیں۔ ان مواقعوں پر کسانوں کا کہنا تھا کہ حکومت نے بیج کا ترمیمی بل بغیر کسی مشاورت کے منظور کیا۔ یہ اقدام ملکی غذائی تحفظ، خود مختاری اور ملکی بیج کی صنعت کو ملٹی نیشنل زرعی کمپنیوں کے حوالے کرنے کے مترادف ہے۔ حکومت نے قانون کا مسودہ عام کیا نہ ہی بیج کے شعبے سے وابستہ سب سے اہم فریق کسان اور ملکی بیج کمپنیوں کے مفادات کا تحفظ کیا۔ یہ ترمیمی بل بیج پر ذہنی ملکیت کا حق دیتا ہے اور کسانوں کو پابند کرتا ہے کہ وہ ہر بار کمپنیوں سے بیج خرید کر فصل اگائیں۔ سب سے بڑا ظلم کسانوں کو بیج ذخیرہ، فروخت اور تبادلہ کرنے کے حق سے محروم کرکے کیا

گیا جو کسانوں کی علم و دانش، خود مختاری اور خود انحصاری سمیت اخلاقی قدروں پر ڈاکہ ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک حکومت سے کسانوں کے بیج کے حق، پاکستان کی غذائی خود مختاری اور قومی مفاد میں بیج کے اس قانون کا نفاذ روکنے اور زیر التوا پلانٹ بریڈرز رائٹس بل بھی یکسر ختم کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔

کسانوں کا معلوماتی دورہ (ملتان)

رپورٹ: مصطفیٰ عقیل

پائیدار زراعت کے عملی مظاہرے اور روایتی بیجوں کے بچاؤ و افزائش کے لیے روٹس فار ایکوٹی کا آزمائشی کھیت پنجاب کے ضلع ملتان میں چار ایکڑ پر مشتمل ہے۔ جس پر روٹس فار ایکوٹی کی ٹیم پاکستان کسان مزدور تحریک کی رہنمائی سے پائیدار زراعت کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہے۔ ربیع فصل میں اس زمین پر گندم کی مختلف اقسام اور سبزیاں اگائی گئیں۔ اس آزمائشی کھیت کو مزید بہتر بنانے اور کسانوں کو ایک عملی مظاہرہ دکھانے کے لیے روٹس فار ایکوٹی نے مورخہ 28 مارچ، 2015 کو کسانوں کے لیے ایک معلوماتی دورے کا اہتمام کیا جس میں صوبہ پنجاب، سندھ اور خیبر پختون خواہ سے پاکستان کسان مزدور تحریک کے 13 اضلاع کے 37 کسانوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر کسانوں کی چار ٹیمیں بنائی گئیں جنہیں کھیت کے حوالے سے معلومات دینے کے لیے ہر ٹیم کے ساتھ روٹس کے ساتھی بھی موجود تھے۔ کسانوں نے روٹس کے اس کام کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس میں مزید کوشش اور محنت کی ضرورت ہے۔ گندم کے حوالے سے کسانوں کا کہنا تھا کہ بیج میں مختلف اقسام کی ملاوٹ اور مقدار سے زیادہ بوائی کی گئی ہے۔ ملاوٹ کے حوالے سے کسانوں کا کہنا تھا کہ فصل کی کٹائی سے پہلے دوسری اقسام کو کاٹ کے الگ کیا جائے تاکہ آئندہ فصل کے لیے بیج صاف ہو۔ ان کے مطابق دیسی کاشتکاری میں کاشت کا وقت بہت اہمیت رکھتا ہے، کسانوں نے بوائی کا وقت بتاتے ہوئے کہا کہ گندم کی بوائی کا صحیح وقت 5 سے 25 نومبر ہے۔ سبزیوں کے حوالے سے کسانوں کا کہنا تھا کہ سبزی کی کاشت کے لیے زمین نرم ہونی چاہیے۔ گاجر، مولی اور شلجم کے لیے کھیلیوں کا بنانا ضروری ہے۔

بیج کو محفوظ کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے کسانوں کا کہنا تھا کہ:

- پٹ سن کی بوری کا استعمال کرنا چاہیے۔
- نیم کے استعمال کے ساتھ نمی اور دھوپ سے بچانا چاہیے۔
- بارش کے موسم میں ایک دفعہ خشک کرنے کا بھی مشورہ دیا گیا۔
- بیج کو محفوظ کرنے کے لیے ریت اور پارے کے استعمال کا مشورہ دیا۔

بیماریوں اور ان کے تدارک کے حوالے سے کسانوں کا کہنا تھا کہ تیلے کو ختم کرنے کے لیے کھیت میں لمبی رسی کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھمائیں جس سے تیلا نیچے گر جائے گا۔ کسانوں کا کہنا تھا کہ سادہ پانی کا اسپرے اور کھیت کے اردگرد

سرسوں بھی لگایا کریں۔

گوبر استعمال کرنے کے حوالے سے کسانوں کا کہنا تھا کہ گوبر کو خالی زمین میں پانی کے ساتھ ملا کر پھیلانا چاہیے۔ وہ گوبر جس سے بو آرہی ہو استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسے گوبر میں کیڑے ہوتے ہیں جس سے فصل کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

ایک کسان کا رس چوسنے والے کیڑوں سے بچاؤ اور زنک کی کمی کو دور کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے کہنا تھا کہ ایک کلو نیم کے پتے اور پانچ کلو گڑ ایک برتن میں دس دن تک بند کرکے رکھ دیں جب نیم کے پتے سڑ کر مکس ہو جائیں تو اس وقت ایک گلاس نکال کر اسپرے والی ٹنکی میں ڈال دیں اور اس میں 12 لیٹر پانی ملائیں اور ایک ایکڑ میں آٹھ ٹنکی اسپرے کرلیں۔ معلوماتی دورے پر کسانوں کا مجموعی طور پر مثبت ردعمل تھا۔ روٹس کی ٹیم دورے میں شامل کسانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے کہ انہوں نے انتہائی مفید تجاویز سے آگاہ کیا۔

غنی گلاس فیکٹری کا واقع

تحریر: آصف خان

خیبر پختون خواہ کے ضلع ہری پور میں واقع حطار انڈسٹریل اسٹیٹ کی ایک شیشہ فیکٹری میں ایک ہی وقت میں تقریباً 100 مزدوروں کو نوکری سے نکال دیا گیا۔ اس فیکٹری کا نام غنی گلاس ہے جو حطار گاؤں کے بالکل قریب واقع ہے۔ اس فیکٹری کے ایک مزدور نے پی کے ایم ٹی ہری پور کے ساتھیوں کو واقع کی اطلاع دی۔ صوبائی رابطہ کار طارق محمود اور دو ساتھی وہاں پہنچے جہاں فیکٹری کے بہت سے مزدور باہر گیٹ پر جمع تھے۔ ان مزدوروں نے پی کے ایم ٹی کے نمائندوں کو بتایا کہ ہمیں آج کام کے دوران فیکٹری کے ایک افسر نے کہا کہ آپ سب لوگ جو اس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے ہیں کل سے کام پر نہ آئیں، آپ کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ مزدوروں کا کہنا تھا کہ ”فیکٹری اس طرح ہمیں نوکری سے نہیں نکال سکتی۔ ہم یہاں پر 20، 20 سال سے کام کر رہے ہیں اور اس فیکٹری کے باقاعدہ ملازم ہیں، پہلے ہمارا حساب کیا جائے تب ہم یہاں سے جائیں گے“۔ فیکٹری حکام کا کہنا تھا کہ آپ لوگ مستقل ملازم نہیں ہیں آپ دہاڑی پر کام کرتے ہیں اس لیے آپ کو حساب نہیں مل سکتا اور پھر مزدوروں کو زبردستی فیکٹری سے باہر نکال دیا گیا۔ مزدور فیکٹری کے گیٹ پر جمع ہوگئے۔ مزدوروں نے پی کے ایم ٹی کے نمائندوں سے مدد طلب کی۔ پی کے ایم ٹی کی طرف سے مزدوروں سے کہا گیا کہ ہمارا مقصد آپ کی نوکری بچانا ہے جس کے لیے ہم آپ کی اخلاقی اور قانونی مدد کرسکتے ہیں۔ مزدوروں کی کامیابی صرف ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ سب مزدور اس معاملے پر ایک ہو جائیں اور آپس میں اتفاق کرلیں۔ پہلے آپ مزدوروں میں سے چار، پانچ مزدور ایک بار پھر فیکٹری کے افسران سے ملیں اور ان سے کہیں کہ ہماری نوکری بحال کرو ورنہ ہم سب مزدور احتجاج کریں گے اور قانونی راستہ بھی اپنائیں گے۔ مزدوروں نے بتایا کہ فیکٹری کے افسران نے ہمارے چار لوگوں کو دوبارہ بلا کر کہا ہے کہ آپ سب مزدوروں کو ایک ماہ کی چھٹی دی جاتی ہے کیونکہ اب فیکٹری میں کام نہیں ہے۔ آپ کو ایک ماہ کے بعد دوبارہ کام پر رکھ لیا جائے گا۔ مزدوروں کا کہنا تھا کہ یہ ایک چال ہے ہمیں نوکری سے نکالنے کی۔ ایک مزدور نے کام کی مشکلات بتاتے ہوئے کہا کہ ہمیں 6,000 روپے تنخواہ دی جاتی ہے اور کام بہت زیادہ لیا جاتا ہے، یہ شیشہ فیکٹری ہے ہم جس جگہ کام کرتے ہیں وہاں پر سیسے (کچ) کو ہاتھوں سے صاف کرتے اور پیستے ہیں اور فیکٹری کی طرف سے ہمیں کوئی حفاظتی سامان نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے بہت سے مزدوروں کی آنکھیں، ہاتھ اور پیر ضائع ہوئے اور فیکٹری کی طرف سے ان مزدوروں کی کوئی بھی مدد نہیں کی گئی۔ روزانہ بہت سے مزدور کام کے دوران زخمی ہو جاتے ہیں جن کی معمولی سی مرہم پٹی کردی جاتی ہے۔ آج تک کسی زخمی مزدور کا فیکٹری کی طرف سے علاج نہیں کرایا گیا اور نہ ہی مالی مدد کی گئی۔ مزدوروں کا کہنا تھا کہ ان حالات میں بھی ہم کام کررہے ہیں کیونکہ مجبور ہیں کہیں اور نوکری نہیں ملتی۔ اب ہمیں اس نوکری سے بھی نکال دیا گیا ہے، اب ہم اپنے بچوں کو کیا کھلائیں۔ ہماری جوانی اس فیکٹری میں کام کرتے ہوئے گزر گئی، اب ہم کہیں اور کام کرنے کے قابل بھی نہیں رہے۔ پی کے ایم ٹی کی طرف سے مزدوروں کو کہا گیا کہ وہ فیکٹری حکام سے کہیں کہ وہ لکھ کر دیں کہ ایک ماہ کے بعد سارے مزدوروں کو دوبارہ نوکری پر رکھا جائے گا اور فیکٹری کی طرف سے تمام مزدوروں کو ایسے کارڈ جاری کیے جائیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ مزدور اس کارخانے کے ملازم ہیں۔ مثلاً سوشل سیکورٹی کارڈ، EOBI کارڈ وغیرہ، چار سے پانچ مزدوروں کی ایک کمیٹی بنائیں جن پر سب مزدور اعتماد کریں اور یہ لوگ مطالبات آگے پہنچائیں، اگر فیکٹری مزدوروں کے مطالبات مان لیتی ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں مانتی تو پھر آپ کو اگلا قدم اٹھانا ہے۔ جب مزدوروں کی چار رکنی کمیٹی نے اپنے مطالبات فیکٹری حکام کو بتائے تو انھوں نے مطالبات ماننے سے انکار کردیا اور پولیس بلالی جس نے مزدوروں کو ڈرایا دھمکایا۔ اس دوران پی کے ایم ٹی کے ساتھیوں نے آکر پولیس سے بات کی کہ مزدوروں کے ساتھ ظلم ہوا ہے، پولیس ان کا ساتھ دینے کے بجائے انہیں حراساں کررہی ہے۔ اس پر پولیس افسر نے یقین دہانی کرائی کہ پولیس مزدوروں کی ہر ممکن مدد کرے گی، اس کے بعد پی کے ایم ٹی کے ممبران نے ذرائع ابلاغ اور ضلع کے لیبر افسر سے رابطہ کیا اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ ذرائع ابلاغ اور لیبر افسر بھی وہاں آئے جس سے فیکٹری حکام پر کافی دباؤ پڑا۔ اس کے بعد مزدوروں کے ساتھ مل کر پی کے ایم ٹی کے ممبران نے فیکٹری کے گیٹ پر دھرنا دیا جس پر فیکٹری حکام نے مزدوروں کی

چار رکنی کمیٹی، پولیس افسر اور لیبر افسر کو مذاکرات کے لیے بلایا۔ اس چار رکنی کمیٹی پر تمام مزدوروں نے اعتماد کیا اور کہا ہم اپنے مطالبات پر کوئی سمجھوتا نہیں کریں گے۔ مذاکرات شروع ہوئے تو مزدوروں نے اپنے مطالبات پیش کیے جس پر فیکٹری کے جنرل منیجر نے بہت غصہ کیا اور کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں یہ مطالبات منوانے والے یہ ہماری فیکٹری ہے ہم جسے چاہیں نکال دیں اور جسے چاہیں رکھ لیں۔ اس موقع پر لیبر افسر نے فیکٹری افسران کی طرف داری کی جب کہ پولیس افسر نے جنرل منیجر غنی گلاس کو کہا کہ آپ غلط کررہے ہیں۔ مزدوروں کے بھی حقوق ہیں ان لوگوں کو یہاں پر کام کرتے ہوئے بیس بیس سال ہو گئے ہیں اور آپ نے انہیں ایسا کوئی کارڈ بھی جاری نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ اس کارخانے کے ملازم ہیں۔ آپ ان مزدوروں کو تنخواہ بھی کم دے رہے ہیں جو قانون کے مطابق نہیں ہے اس پر آپ کے خلاف قانونی کاروائی ہوگی۔ پولیس افسر کا کہنا تھا کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ بھی آپ کے ساتھ ملا ہوا ہے ورنہ مزدوروں کو یہ حقوق بہت پہلے مل جانے چاہیے تھے۔ مزدوروں نے بھی تصدیق کی کہ لیبر افسر ہر ہفتے آتا ہے ہم نے بارہا کہا کہ ہمیں قانون کے مطابق اس کارخانے میں سہولیات نہیں مل رہیں لیکن افسر نے ہماری بات نہیں سنی اس کی وجہ یہ ہے کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ اس فیکٹری سے رشوت لیتا ہے۔ پی کے ایم ٹی کا بھی ایک ساتھی ان مذاکرات میں موجود تھا جس نے مزدوروں کے حقوق اور ان کے ساتھ ہونے والے مظالم کی نشاندہی کی جس پر فیکٹری کے حکام کافی دباؤ میں آگئے۔ مزدوروں نے بھی متحد ہوکر زبردست احتجاج کیا۔ آخر کار فیکٹری حکام مجبور ہو گئے اور انھوں نے تمام مزدوروں کو نوکری پر بحال کردیا اور لیبر افسر نے بھی مزدوروں کو یقین دلایا کہ اب مزدوروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور مزدوروں کو قانون کے مطابق تمام مراعات دلوانے کی ذمہ داری ان کی ہے۔ لیبر افسر نے مزدوروں اور پی کے ایم ٹی کے کارکنان سے اپیل کی کہ آپ اس معاملے کو آگے نہ لے کر جائیں اب اس فیکٹری کے کسی بھی مزدور کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔

ژالہ باری سے کاشتکاروں کی تباہی

تحریر: الطاف حسین

اس میں کوئی شک نہیں کہ کمپنیوں کے بیجوں کے یلغار نے کسانوں کے روایتی بیج کا بھی خاتمہ کردیا ہے۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کے ضلع دیر کے کاشتکاروں کے پاس بھی سبزیوں کا روایتی بیج نہیں رہا۔ کاشتکار ملٹی نیشنل کمپنیوں کا بیج فی دانہ پانچ سے دس روپے تک میں خریدتے ہیں۔ اس طرح ایک ساشے کی قیمت ہزاروں روپے ہوتی ہے جو پہلے ہی کسانوں کی دسترس سے باہر ہے۔ ہل کے لیے ٹریکٹر کا استعمال کیا جاتا ہے جس پر ایک گھنٹے کے اخراجات 1,000 سے 1,200 روپے تک ہوتے ہیں۔ کمپنیوں کے بیجوں کی کاشت کے لیے کیمیائی ڈی اے پی یوریا وغیرہ کا بے تحاشہ استعمال ہوتا ہے۔ علاقے میں پانی کی کمی کے مسائل بھی ہے۔ زیادہ تر کاشتکار ٹیوب ویل سے زمین سیراب کرتے ہیں جس پر فی گھنٹہ 800 سے 1,200 روپے تک خرچہ آتا ہے۔ اس طریقہ زراعت نے ماحول برباد کرکے رکھ دیا ہے۔ فصلوں پر بے دریغ زہر کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے جس پر ہزاروں روپے خرچ آتا ہے اور نتیجے میں ماحول اور خوراک زہر آلود ہوتی ہے۔

ایک طرف تو یہاں کے کاشتکار زرعی اخراجات کی مد میں نقصان اٹھا رہے وہی دوسری طرف ان کو بدلتے موسمی حالات کا بھی مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ گزشتہ سال ستمبر اور اکتوبر 2014 میں خیبر پختون خواہ میں ہونے والی ژالہ باری نے کھڑی فصلوں اور باغات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ ژالہ باری سے متاثر ہونے والی فصلوں میں مرچ، ٹماٹر، مکئی، چاول، گنا، آلوچہ، خوبانی اور مالٹا شامل ہیں۔

ژالہ باری سے ہونے والی اس تباہی پر ضلع دیر کی تحصیل ادنزئی کے کاشتکاروں نے ڈپٹی کمشنر کو نقصان کے ازالے کے لیے درخواست دی جسے ڈپٹی کمشنر نے ڈسٹرکٹ ڈزاسٹر مینجمنٹ آفیسر کو بھیج دی۔ موصوف نے درخواست نقصان کا تخمینہ تیار کرکے بھیجنے کی ہدایت کے ساتھ اسسٹنٹ کمشنر کو بھیج دی۔ درخواست سے متعلق معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ درخواست دوبارہ ڈسٹرکٹ ڈزاسٹر مینجمنٹ آفیسر کو روانہ کردی گئی تھی جسے بعد ازاں ڈپٹی کمشنر اور اس کے بعد صوبائی حکومت کو بھیج دی گئی ہے۔ صوبائی حکومت سے رابطہ کرنے پر بتایا گیا کہ وہ سیلاب اور زلزلے سے ہونے والے نقصانات کا ازالہ کرتی ہے ژالہ باری سے ہونے والے نقصانات کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ درخواست فائل کردی گئی ہے۔ یہ ہے زرعی ملک میں زراعت کے ساتھ انصاف۔

اسی سال ماہ اپریل میں بھی ژالہ باری اور تیز ہواؤں نے گندم کی فصل تباہ کردی۔ اس گندم سے روٹی نہیں بنتی نہ ہی اس کا بھوسہ جانور کھاتے ہیں۔ اس آفت سے چارے کی فصل اور باغات کو بھی اس سال کافی نقصان ہوا۔

چاول کی قیمت میں کمی: کسان بدحال

تحریر: علی نواز جلبانی

سال 2014 میں ویسے تو چاول کی فصل بہت اچھی ہوئی اور یہ کہا جائے کہ یہ شاندار فصل تھی تو غلط نہ ہوگا۔ ہوتا یہ ہے کہ سارا سال ہاری کو انتظار رہتا ہے کہ کب چاول کی فصل اترے اور وہ اپنے بچوں کو نئے کپڑے، جوتے وغیرہ خرید کر دے۔ لیکن جب 2014 میں یہی چاول کی فصل اتری منڈی میں اس کی قیمت انتہائی کم کردی گئی۔ سپر چاول کی قیمت فی من 1,000 روپے پر آ گئی جبکہ پچھلے

سال اس کی قیمت 2,200 روپے فی من تھی۔ اری 6 کی قیمت 600 روپے فی من کردی گئی جو پچھلے سال 1,100 روپے فی من تھی۔ کٹائی کے بعد جب ہاری چاول کی فصل کو منڈی میں لے جاتے تو انہیں یہ کہہ کر واپس کردیا جاتا کہ فصل خراب ہے ہم یہ چاول آپ سے نہیں لیں گے آپ واپس لے جائیں اور اگر واپس نہیں لے جاتے تو پھر آپ کو قیمت کم ملے گی۔ اب کسان منوں کے حساب سے اپنے ساتھ لایا گیا چاول یا تو گھر واپس لے کر جائے یا پھر کم قیمت پر فروخت کرے۔ اگر واپس لے کر جائے تو اسے دوہرا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے اکثر مجبور کسان چاول کم قیمت پر ہی فروخت کر دیتے ہیں۔ سارا سال کسان کھیتوں میں ہل چلاتا ہے، بوائی کرتا ہے، کٹائی کرتا ہے پھر تھریشر چلاتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ غریب کسان آخر میں اپنے مالک یعنی زمیندار کا مقروض ہو جاتا ہے کیونکہ کسان کو اتنا ہی خرچ دینا پڑتا ہے جتنا زمیندار دیتا ہے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک نے اس حوالے سے میرپور ماتھیلو میں ایک بڑا احتجاجی مظاہرہ بھی کیا جس میں چاول کی قیمت بڑھانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس ساری صورتحال میں چاول کا ذخیرہ کسانوں کے گھروں میں پڑا خراب ہو گیا اور پہلے سے ہی برے حالات کے شکار کسان مزید نقصان کا شکار ہوگئے۔

یہاں گندم کے موسم میں بھی کسانوں کی یہی حالات ہوتی ہے۔ سرکاری قیمت پر گندم فروخت کرنے کے لیے باردانے کی بولی لگتی ہے اور وہ باردانہ ہمارے مخصوص اسمبلی اراکین، صحافی اور یگر بااثر افراد کو دیا جاتا ہے جو یہ باردانہ بڑے بیوپاریوں کو دیتے ہیں اور پھر یہی غریب کسان کم قیمت گندم فروخت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریب، کسان ہوتا ہے اور امیر، امیر سے امیر تر ہوتا جاتا ہے۔

بے زمینوں کا عالمی دن

پوری دنیا میں بڑھتے ہوئے زمینی قبضے کی وجہ سے ہونے والی انسانی حقوق کی پامالی اور بے زمینوں کی مشکلات اور اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ایشیا کی سطح پر ایک چھوٹے بے زمین کسانوں کے اتحادی گروہ ایشین پیزنٹ کولیشن (APC) کی طرف سے 29 مارچ کو بے زمینوں کا دن "Day of the Land less" کے نام سے منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ آج سے 12 سال پہلے اسی تاریخ کو APC (اے پی سی) کے قیام کو عمل میں لایا گیا تھا۔ پوری دنیا کے مختلف ممالک کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں نے اس دن کو مناتے ہوئے اپنے ملکوں میں مظاہرے کیے۔ اے پی سی نو ممالک کی 37 کسان تنظیموں پر مشتمل ہے۔ یہ تنظیمیں اپنے ممالک میں چھوٹے کسان و مزدور کے حقوق کے لیے کام کرتی ہیں۔ پاکستان میں اے پی سی کے رکن پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کے زیر اہتمام صوبہ پنجاب کے شہر ملتان میں ایک احتجاجی ریلی اور پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا گیا جس میں پاکستان بھر سے چھوٹے اور بے زمین کسانوں نے شرکت کرتے ہوئے بڑی کمپنیوں کی حکومتی سرپرستی میں زمینی قبضے، وسائل کی لوٹ مار اور آبادیوں کی بے دخلی کے خلاف نعرے بلند کیے۔

عالمی مشن برائے زمینی قبضہ (فلپائن)

رپورٹ: ظہور جوئیہ

پاکستان کسان مزدور تحریک پنجاب کے رابطہ کار ظہور جوئیہ نے ایشین پیزنٹ کولیشن اور فلپائن کی دیگر کسان تنظیموں کی جانب سے زمینی قبضے اور MRT-7 منصوبے کے خلاف فلپائن میں 14 سے 16 اپریل، 2015 تک ہونے والے انٹرنیشنل فیکٹ فائنڈنگ مشن میں شرکت کی۔

فلپائن میں میٹرو ریل ٹرانزٹ-7 منصوبہ پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ کے تحت تعمیر کیا جارہا ہے جس سے 300 کسان خاندانوں کے 1,000 افراد اور دس ہزار غریب شہری متاثر ہونگے۔ منصوبے سے 600 ہیکٹرز زرعی زمین کم ہو جائے گی۔

اس مشن کا مقصد MRT-7 منصوبے اور زمینی قبضے کے حوالے سے معلومات اکھٹی کرنا تھا جس کے لیے دو گروپس بنائے گئے جنہوں نے مقامی

آبادیوں، کسان تنظیموں اور نوجوان کے گروہ سے ملاقات کرکے معلومات اکھٹی کیں۔ مقامی آبادیوں سے مشاورت اور مخصوص لوگوں سے بات چیت کے لیے اجلاس بھی منعقد کیے گئے۔

دو دن مقامی آبادیوں میں کام کرنے کے بعد تیسرے دن یونیورسٹی آف فلپائن میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا تھا جس کا اصل مقصد حاصل شدہ معلومات کا غیر سرکاری تنظیموں، دانشوروں اور سیاسی جماعتوں سے تبادلے کے ساتھ ساتھ معلومات کو ایک رپورٹ کی شکل میں مرتب کرنا بھی تھا۔

سیمینار سے دیگر مقررین کے علاوہ پی کے ایم ٹی پنجاب کے رابطہ کار ظہور جوئیہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں مختلف کمپنیاں جن میں ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی شامل ہیں زمینوں پر قابض ہورہی ہیں۔ یہاں فلپائن کی مقامی آبادیوں سے مل کر معلوم ہوا کہ کس طرح یہاں پر بھی چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو زبردستی ان کی زمینوں سے بے دخل کیا جارہا ہے۔ جاگیرداروں اور حکومتی سرپرستی میں کمپنیاں نہ صرف زمینوں پر قبضہ کررہی ہیں بلکہ ماحول کو بھی مختلف طریقوں سے برباد کررہی ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں نجی مسلح فوج مقامی آبادیوں کو ڈراتی دھمکاتی ہے اور جان سے مارنے کی دھمکی بھی دیتی ہے لیکن پھر بھی یہاں مقامی آبادیوں میں اتحاد ہے جس کی وجہ یہاں کے کسانوں میں شعور و آگہی ہے اور یہ صرف یہاں کی کسان دوست قیادت کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔

سیڈ بینک

رپورٹ: نوید احمد

روٹس فار ایکوٹی کی کاوشوں کے نتیجے میں 2011 سے 2015 تک روایتی بیجوں کی کاشت کے حوالے سے آپ پچھلے نیوز لیٹر میں پڑھتے آرہے ہیں کہ روٹس فار ایکوٹی نے دیسی بیجوں کے فروغ کے لیے انتہائی لگن کے ساتھ ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ اور ضلع ملتان میں ساڑھے تین ایکڑ زمین پر گندم اور مختلف اقسام کی سبزیاں کاشت کیں۔ تمام فصلیں پائیدار زراعت کے طریقوں پر کاشت کی گئیں۔ گندم کی کاشت سے پہلے اسی زمین پر چاول کاشت کیا گیا تھا۔ چاول کے لیے زمین کی تیاری کے وقت ایک ایکڑ پر چار ٹرالی گوبر ڈالا گیا اور ساتھ ہی جنتر اگا کر اس پر ہل چلایا گیا تھا۔ اس دیسی طریقے کا اثر گندم پر ہونا تھا اس لیے گندم کی بوائی سے پہلے گوبر کا استعمال نہیں کیا گیا۔ جب گندم کی فصل تھوڑی بڑھی یعنی دو سے تین انچ ہوئی تو ایک ایکڑ پر 10 ریڑھی (بیل گاڑی) گوبر کا چھٹا کیا گیا۔ اس کے بعد آبپاشی کے ذریعے فصل کو گوبر دیا گیا۔

ضلع ملتان میں 3.5 ایکڑ پر گندم کی 13 اقسام لگائی گئی جس میں 21 من فی ایکڑ اوسط پیداوار رہی۔ گھوٹکی میں 2 ایکڑ پر پہلی مرتبہ گندم کی 6 اقسام لگائی گئی جس کی فی ایکڑ اوسط پیداوار 10 من رہی۔

ضلع ملتان میں ساڑھے تین ایکڑ زمین پر کاشت کی جانے والے گندم کی 13 اقسام اور ان سے حاصل ہونے والی پیداوار کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

نمبر	قسم	کوڈ	نسل	بیج کی مقدار	پیداوار	رقبہ
1	وطن	WRT-01	2	20 کلو	6 من 5 کلو	2 کنال
2	سندھی تھوڑی	WRT-02	2	20 کلو	4 من 20 کلو	2 کنال
3	ٹی۔ڈی۔ون	WRT-03	2	20 کلو	3 من	1 کنال
4	ستار	WRT-04	2	20 کلو	6 من 30 کلو	3 کنال
5	فیصل آباد	WRT-05	1	30 کلو	4 من 20 کلو	3 کنال
6	لاثانی	WRT-06	1	55 کلو	14 من	5 کنال 5 مرلہ
7	محمد اشرف (ساہیوال)	WRT-07	1	1.750 کلو	25 کلو	8 مرلہ
8	انقلاب	WRT-08	2	20 کلو	6 من	2 کنال
9	سحر	WRT-09	2	60 کلو	17 من 20 کلو	6 کنال
10	پنجاب۔11	WRT-10	2	20 کلو	5 من 20 کلو	2 کنال
11	ریزم خان (ہری پور)	WRT-11	1	1.182 کلو	20 کلو	5 مرلہ
12	محمد بشیر (مانسہرہ)	WRT-12	1	0.742 کلو	20 کلو	4 مرلہ
13	سفید گندم (ہری پور)	WRT-13	1	6 کلو	2 من 30 کلو	ایک کنال
	کل			274.66 کلو (تقریباً 7 من)	72 من 30 کلو	3.5 ایکڑ

ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار

نمبر	قسم	کوڈ	نسل	بیج کی مقدار	پیداوار	رقبہ
1	وطن	WRT-1	2	60 کلو	5 من 30 کلو	4.5 کنال
2	سندھی تھوڑی	WRT-2	2	30 کلو	3 من 10 کلو	4.5 کنال
3	ٹی۔ڈی۔ون	WRT-3	2	30 کلو	3 من 15 کلو	2.5 کنال
4	ستار	WRT-4	2	40 کلو	1 من 30 کلو	2.5 کنال
5	فیصل آباد	WRT-5	1	10 کلو	1 من 30 کلو	1 کنال
6	لاثانی	WRT-6	1	10 کلو	1 من 35 کلو	1 کنال
7	محمد اشرف (ساہیوال)	WRT-7	1	300 گرام	0	1 مرلہ
کل				4 من 20 کلو	19 من 35 کلو	2 ایکڑ

کسان سیڈ بینک

پاکستان کسان مزدور تحریک کے ضلع بدین میں ایک، شکارپور میں آٹھ، ضلع گھوٹکی میں پانچ، سکھر میں چھ اور ملتان میں تین ساتھی کسانوں نے گندم کی ایک سے تین اقسام کی کاشت روایتی طریقے سے کی۔ ان کسانوں نے بغیر کسی کیمیائی کھاد اور زہریلی دوا کے 60 کلو گندم کے بیج سے 15 سے 18 من فی ایکڑ اوسط پیداوار حاصل کی ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک سمجھتی ہے کہ بیج کسان کی لاکھوں سال کی جستجو اور محنت کا پھل ہے، بیج کسان کی ملکیت اور پہچان ہے۔ بیج ہی کسان کا وسیلہ روزگار اور خوراک کی خودمختاری کا ضامن ہے۔ بھوک، قحط، موسمی تباہی اور مالیاتی آلودگی، غیر ملکی کمپنیوں کی اجارہ داری سے نجات کا ایک اہم راستہ ہے کہ ہم اپنے دیسی بیج کاشت کریں۔ صاف خوراک کھائیں اور بیماریوں سے نجات پائیں۔

پاکستان بھر کے کسان بھائیوں سے درخواست ہے اگر ان کے پاس دیسی بیج ہے تو ہمیں بتائیں تاکہ روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان کسان مزدور تحریک کے دوست اس بیج کو بڑھا کر مزید کسانوں میں مفت تقسیم کرسکیں اور اگر کسی کسان بھائی کو دیسی چاول کی 6، گندم کی 13 اقسام کے بیجوں کی ضرورت ہے تو وہ روٹس فار ایکوٹی سے تھوڑی مقدار میں بیج بلا معاوضہ حاصل کرسکتے ہیں۔

پی کے ایم ٹی ششماہی سرگرمیاں (جنوری تا جون 2015)

پی کے ایم ٹی کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے لیے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ پائیدار زراعت کے فروغ اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے لیے پچھلے کئی سالوں سے کسان آبادیوں کے ساتھ مشاورت کے عمل جاری رکھے ہوئے ہے تاکہ کسان آبادیاں زراعت میں غیر ملکی کمپنیوں کی اجارہ داری کے ساتھ عالمی اور حکومتی پالیسیوں سے آگاہ ہوں اور اپنے حقوق کے تحفظ کی جنگ خود لڑسکیں۔ جنوری تا جون، 2015 اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی گئیں:

عوامی آگہی پروگرام

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع کے علاوہ دیگر نئے اضلاع میں عوامی آگہی پروگرام کے تحت سیشن منعقد کیے گئے۔ ہر ضلع کے مختلف گاؤں سے 20 سے 25 کسانوں کو اکھٹا کرکے انھیں سبز انقلاب، نوآبادیات اور اس کے اثرات، سیپ (SAP)، ڈبلیو ٹی او (WTO) اور مزاحمتی طریقہ کار کے ساتھ آئندہ کے لائحہ عمل، قومی اسمبلی سے پاس ہونے والے بیج کے ترمیمی بل کے نقصانات اور اس بل کے ذریعے غیر ملکی کمپنیوں کے لیے کھلی چھوٹ اور مقامی کسانوں کی مشکلات کا احاطہ کیا گیا تاکہ کسان آبادیاں پہلے سے اس ایکٹ یا قانون کے خلاف جدوجہد کے لیے تیار ہوسکیں اور حکومت وقت سے اپنے حقوق کے لیے لڑسکیں۔

پریس کانفرنس

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت عورتوں کے عالمی دن کے حوالے سے حیدرآباد پریس کلب پر مورخہ 8 مارچ، 2015 پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے علاوہ ضلع مانسہرہ میں بیج کے ترمیمی بل 2014 کے خلاف ضلعی رابطہ کار محمد بشیر کی قیادت میں پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔

عورتوں کا عالمی دن

8 مارچ عورتوں کے حقوق کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک نے ہر سال کی طرح اس سال بھی ضلع ٹنڈو محمد خان کے گاؤں سائیں بخش لاشاری میں عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر ''پائیدار ترقی اور کسان عورت'' کے عنوان سے جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے تفصیل صفحہ 6 میں درج ہے۔

احتجاجی ریلی

نیشنل کور گروپ کے فیصلہ کے مطابق پاکستان کسان مزدور تحریک نے منتخب اضلاع

میں سیڈ ایکٹ بل 2014 کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا فیصلہ کیا جس پر عمل درآمد کرتے ہوئے 10 جنوری، 2015 کو پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی، خیرپور، شکارپور اور سکھر نے مشترکہ طور پر سکھر پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ 12 جنوری، 2015 کو لوئر دیر میں، 15 جنوری، 2015 کو ہری پور، 20 فروری، 2015 کو ساہیوال، 11 مارچ، 2015 کو مانسہرہ اور 16 مارچ، 2015 کو ضلع بدین اور ٹنڈو محمد خان کے ممبران نے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ وہ سامراجی کمپنیوں کے منافع اور مفادات کی پہریداری کے بجائے چھوٹے کسانوں کے حقوق کا تحفظ کرے اور بل کو واپس لیا جائے۔

بیج کا ترمیمی بل قومی اسمبلی نے 11 اگست، 2014 کو خاموشی کے ساتھ بغیر کسی بحث کے پاس کرکے نہ صرف ملکی غذائی تحفظ اور خودمختاری بلکہ ملکی بیج کی صنعت کو بھی ملٹی نیشنل زرعی کمپنیوں کے حوالے کرنے کا بندوبست کیا ہے جس کے خلاف 24 مارچ، 2015 کو نیشنل پریس کلب اسلام آباد میں صوبہ خیبر پختون خواہ کے ممبران نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ 23 مارچ کو سندھ کے تیسرے سالانہ صوبائی اجلاس کے بعد سکھر پریس کلب اور 5 اپریل کو پنجاب کے تیسرے سالانہ صوبائی اجلاس کے بعد ساہیوال پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) نے پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک ایشیا اینڈ دی پیسفک (PANAP) اور دیگر ایشیائی تنظیموں کے ساتھ مل کر 29 مارچ کو بے زمینوں کے دن کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا۔ بے زمینوں کے دن کے موقع پر پی کے ایم ٹی نے عالمی سطح پر پاکستان میں زمینوں پر بڑھتے ہوئے قبضوں کے مذمت کرتے ہوئے ملتان پریس کلب پر ملک میں زمینی قبضے کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی جس میں پاکستان کے مختلف اضلاع کے کسانوں نے شرکت کی۔ تفصیل صفحہ 13 پر موجود ہے۔

کسانوں کا آزمائشی نوعیت کا معلوماتی دورہ، ملتان

پائیدار زراعت کے عملی مشاہدے اور روایتی بیجوں کے بچاؤ و افزائش کے لیے روٹس فار ایکوٹی کا چار ایکڑ پر مشتمل ایک آزمائشی کھیت پنجاب کے شہر ملتان میں ہے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک کے 13 ضلعوں سے 37 کسانوں نے اس کھیت کا معلوماتی دورہ کیا۔ دورے کی تفصیل صفحہ 10 میں درج ہے۔

صوبائی اجلاس

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی پی کے ایم ٹی کے صوبائی اجلاس منعقد کیے گئے۔ 23 مارچ کو سکھر میں صوبہ سندھ اور 5 اپریل 2015 کو ساہیوال میں صوبہ پنجاب کا تیسرا صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔ ان اجلاسوں کا مقصد صوبائی سطح پر ممبران کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور کسانوں کے حقوق اور مسائل کے حل کے لیے آواز بلند کرنا تھا۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ 5-4 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام 2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔ 2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خودمختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالاتر ہوکر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خودمختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔